Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۴۲۹ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا

روزنامہ الفضل ربوہ

The Daily ALFAZL RABWAH

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی — بروز بدھ — قیمت ۲۵ پیسے

جلد ۶۳/۲۸ | ۱۶ر شعبان ۱۳۹۴ھ ۴ر تبوک ۱۳۵۳ہش ۴ر ستمبر ۱۹۷۴ء | نمبر ۲۰۱

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۴ر تبوک۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

طبیعت پہلے کی نسبت بہتر ہے مگر چکروں کی تکلیف ابھی چل رہی ہے

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

ہمارا خدا کامل محبت ہے

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ عید الفطر فرمودہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۳۵ء میں محبتِ الٰہی کی عظمت و اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:-

"میں نے اپنی ساری عمر میں جو کچھ قرآن کریم سے حاصل کیا ہے اور جو اس کے مخفی خزانے مجھ پر کھلے ہیں اُن کی بنیاد اسی امر پر ہے کہ میں نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی محبت کو ہر دوسری محبت سے زیادہ محسوس کیا ہے اور کبھی بھی میں یہ خیال نہیں کر سکا کہ اس نے کوئی بات مجھے ایسی کہی ہوگی جو بے وجہ اور بے فائدہ ہوگی۔ تب میں نے اس کے تمام احکام پر نہایت سنجیدگی اور کامل غور کے ساتھ توجہ کی اور ہمیشہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ بھی قرآن کریم میں نازل کیا گیا ہے وہ اپنے اندر بے انتہا فائدے اور بے حد نفع میرے لئے اور میرے ساتھیوں کے لئے رکھتا ہے بلکہ میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ کی محبت پر مجھے یہ یقین نہ ہوتا اور میں کسی خوف کی بناء پر اس کے کلام کو دیکھتا تو قرآن کریم میرے لئے بالکل بے معنی ہوتا اور اس کی معرفت کی باتیں مجھ پر کبھی نہ کھلتیں۔ پس آج عید کے دن جبکہ ہر ایک کا دل خوشی سے معمور ہے اور جب عزیز عزیز کو تحفہ دینے کی خواہش رکھتا ہے اور جب دوست اپنے دوست کی خدمت میں تحفہ پیش کرتا ہے میں چاہتا ہوں کہ میں آپ لوگوں کو عید کا یہ تحفہ پیش کروں کہ ہمارا خدا کامل محبت ہے کوئی محبت اس کے مقابل پر نہیں ٹھہر سکتی خواہ ماں باپ کی ہو، خواہ خاوند بیوی کی ہو خواہ استاد کی ہو، خواہ شاگرد کی ہو، خواہ اولاد کی ہو خواہ دوستوں کی ہو خواہ ماتحتوں کی ہو، خواہ حکام کی ہو، خواہ چھوٹوں کی ہو خواہ بڑوں کی ہو اس کی محبت ایک سورج ہے جس کے مقابل پر تمام محبتیں ایک جگنو کی چمک سے بھی کم ہیں۔ پس اس محبت کو لے لو اور اس محبت کو اپنے دل میں جگہ دو کہ اس سے زیادہ قیمتی اور کوئی چیز نہیں۔ جس کو وہ محبت مل گئی اسے سب کچھ مل گیا اور جسے وہ نہ ملی وہ دنیا کی ہر نعمت سے محروم رہا۔ دنیا میں انسان چھوٹی سی چھوٹی نعمتوں کی بھی قدر کرتے ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ خدا کی طرف سے جو نعمت انسان کو ملا ہے کیوں انسان اس کی قدر نہیں کرتا۔"

(خطباتِ محمود جلد اول صفحہ ۱۲۵، ۱۲۶)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اے اللہ! تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی جزا عطا فرما جو تو نے مخلوق میں سے کسی کو عطا نہ کی ہو

ہمیں اس حال میں موت دے کہ ہم آپ کے گروہ میں شامل ہوں اور آپ ہی کی امت سے ہمیں اٹھا

"ومن آيات رحمته العظيمة البدر الذي طلع من أم القرى في ليلة اسودّت ذرابها العظمى فرفع الظلمات كلها ووضع سراجا منيرا امام كل عين ترآى ما عندنا لفظ نشكر به على منته الكبرى أيقظ العالمين كلهم ونفى عن النائمين الكرى تلقى كل همّ وغمّ للدين بطيب النفس لما انبرى وسنّ بذل النفس لله لكل من يطلب المولى. فنى في الله وسعى لله ودعا الى الله وطهّر الارض حق طهارتها فيا عجبا للفتى رب اجزِ عنا هذا الرسول الكريم خير ما تجزي احدا من الورى وتوفّنا في زمرته واحشرنا في امته واسقنا من عينه واجعلها لنا السقيا واجعله لنا الشفيع المشفّع في الاولى والاخرى رب فتقبل منا هذا الدعاء وآونا في هذا الذرى رب يا رب صل وسلم وبارك على ذالك النبي الرءوف الرحيم وعلى كل من احبه واطاع امره واتبع الهدى۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۶۴ تا صفحہ ۳۶۶)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کے عظیم نشانوں میں سے ایک نشان وہ بدر ہے جو اُم القریٰ یعنی مکہ سے تاریک ترین رات میں طلوع ہوا اور اس نے تمام تاریکیوں کو دور کر دیا اور ہر دیکھنے والی آنکھ کے سامنے ایک روشن چراغ رکھ دیا اس کے عظیم نشانات کا شکریہ ادا کرنے کے لئے ہمارے پاس الفاظ موجود نہیں۔ آپؐ نے تمام جہانوں کو بیدار کیا اور سونے والوں کی آنکھوں سے نیند کو ہٹایا۔ آپؐ نے دین کی خاطر ہر دکھ اور غم کو خوشی خوشی برداشت کیا اور ہر اس شخص کے لئے جو خدا تعالیٰ کا طالب ہو اپنے نفس کو کھو دینے کی سنت قائم کی۔ آپؐ اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہو گئے اور اس کی خاطر ہر ممکن کوشش کی۔ لوگوں کو اس کی طرف بلایا اور زمین کو کفر و ضلالت سے پوری طرح پاک اور صاف کیا۔ پس آفرین ہے اس نوجوان پر۔ اے اللہ تو اس بزرگ رسول کو ہماری طرف سے ایسی جزا عطا فرما جو تو نے مخلوق میں سے کسی کو عطا نہ کی ہو۔ اور ہمیں آپؐ کے گروہ میں شامل کر کے موت عطا فرما۔ اور آپؐ ہی کی امت سے ہمیں اٹھا اور ہمیں آپؐ کے چشمہ سے پانی پلا اور اسے ہمارا مشرب بنا دے۔ اور آپؐ کو اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ہمارا شفاعت کنندہ بنا دے۔ اے اللہ تو ہماری اس دعا کو قبول فرما اور ہمیں اسی پناہ گاہ میں جگہ مرحمت فرما۔ اے میرے رب اے میرے رب تو درود و سلام بھیج اور برکات نازل فرما اس رحیم و رؤف نبی پر اور ہر اس شخص پر جو آپؐ سے محبت کرے آپؐ کے حکم کی اطاعت کرے اور آپؐ کی لائی ہوئی ہدایت کا تابع ہو۔

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبد الحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۴ ماہِ تبوک ۱۳۵۳ھ

مومنوں کو عطا ہونے والا فرقان

اسلام کو دنیا میں موجود تمام دیگر مذاہب پر ایک یہ خصوصی امتیاز اور فضیلت بھی حاصل ہے کہ جس خدائے واحد کی طرف وہ رہنمائی کرتا اور اُس سے بندے کا تعلق قائم کر دکھاتا ہے وہ السمیع بھی ہے اور المجیب بھی۔ وہ اپنے بندوں کی دعائیں سُنتا بھی ہے اور انہیں قبول کر کے ان کا جواب بھی دیتا ہے۔ دوسرے مذاہب والے بظاہر لاکھ کہیں کہ وہ دعا اور اس کی تاثیر کے قائل ہیں لیکن انہوں نے عقائد ایسے اختیار کئے ہوئے ہیں جن سے ضرورتِ دعا کی نفی لازم آتی ہے۔ چنانچہ اسلام کے اِس خصوصی امتیاز اور فخر پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"دعا ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے ساتھ مسلمانوں کو فخر کرنا چاہیئے۔ دوسری قوموں کو دعا کی کوئی قدر نہیں اور نہ انہیں اِس پاک طریق پر کوئی فخر اور ناز ہو سکتا ہے۔ بلکہ یہ فخر اور ناز صرف اور صرف اسلام ہی کو ہے دوسرے مذاہب اس سے بکلّی بے بہرہ ہیں۔"
(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۲۶۲)

"آریہ لوگ بھلا کیوں دعا کریں گے جبکہ ان کا یہ اعتقاد ہے کہ تناسخ کے چکّر میں سے ہم نکل ہی نہیں سکتے اور کسی گناہ کی معافی کی کوئی امید نہیں۔ ان کو دُعا کی کیا حاجت اور کیا ضرورت اور اس سے کیا فائدہ؟ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آریہ مذہب میں دعا ایک بے فائدہ چیز ہے۔ اور پھر عیسائی دعائیں کیوں کریں گے جبکہ وہ جانتے ہیں کہ دوبارہ کوئی گناہ بخشا نہیں جائے گا کیونکہ مسیح دوبارہ تو مصلوب ہو ہی نہیں سکتا۔ پس یہ خاص اکرام اسلام کیلئے ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ اُمّت مرحومہ ہے۔" (ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۹۳)

اسلام کے اِس خصوصی امتیاز اور فخر کی وجہ سے اس کے حقیقی پیروؤں کو ایک امتیاز اور فرقان عطا کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اکثر دعائیں قبول کر کے ان کی مرادیں انہیں عطا کرتا ہے اور مشکلات و مصائب سے انہیں نجات دے کر انہیں دارالامان میں لے آتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حقیقی مومنوں کو عطا ہونے والے اِس فرقان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"مومن پر خدا تعالیٰ کے فضلوں میں سے یہ ایک بڑا بھاری فضل ہوتا ہے جو اُس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اس کی درخواستیں گو کیسے ہی مشکل کاموں کے متعلق ہوں اکثر بہ پایۂ اجابت پہنچتی ہیں۔ اور در اصل ولایت کی حقیقت یہی ہے جو ایسا قرب اور وجاہت حاصل ہو جائے جو بہ نسبت اوروں کے بہت دعائیں قبول ہوں کیونکہ ولی خدا تعالیٰ کا دوست ہوتا ہے اور خالص دوستی کی یہی نشانی ہے کہ اکثر درخواستیں اس کی قبول کی جائیں۔ . . . . .

خدا تعالیٰ جو تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے سب سے زیادہ رحمت مومن پر ہی کرتا ہے اور ہر یک مصیبت کے وقت اسے سنبھالتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے اور اگر تمام دُنیا ایک طرف ہو اور مومن ایک طرف۔ تو فتح مومن ہی کو دیتا ہے اور اس کی عمر اور عافیت کے دن بڑھاتا ہے۔ دشمن کہتا ہے کہ وہ ہلاک ہو جائے اور ناپدید ہو جائے پر وہ دشمن کو ہی ہلاک کرتا ہے اور اس کی بد دعائیں اُسی کے سر پر مارتا ہے۔ پر مومن کی دعا قبول کر لیتا ہے اور اس کی دعاؤں کو قبول کر کے وہ خوارق دکھلاتا ہے جن سے دنیا حیران ہو جاتی ہے۔"
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۴۲ تا ۲۴۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل اِس آخری زمانہ میں جبکہ قبولیتِ دعا کے متعلق بہت کچھ شبہات پیدا ہو چکے تھے اور اس کی طرف سے عام بے توجہی برتی جا رہی تھی استجابت دعا پر زندہ ایمان کا فرقان ہمیں از سرِ نو عطا کیا گیا ہے اور ہمیں تضرّع اور ابتہال کے ساتھ دعائیں کرنے اور ہمیشہ کرتے رہنے کی نہایت پُرزور الفاظ میں بار بار تلقین فرمائی ہے۔ مثال کے طور پر حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"مبارک تم جبکہ دُعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے اور تمہاری رُوح دعا کے لئے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی اور تمہارے سینہ میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے اور تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کے لئے اندھیری کوٹھڑیوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے اور تمہیں بیتاب اور دیوانہ اور از خود رفتہ بنا دیتی ہے کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جاوے گا۔ وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم حیا والا صادق وفادار عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ۔ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا . . . . دُعا کرنے والوں کو خدا معجزہ دکھائے گا اور مانگنے والوں کو ایک خارق عادت رحمت دی جائے گی۔" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۲۱، ۲۲)

دعاؤں کو لازم پکڑنے اور دعاؤں سے کسی حال میں بھی غافل نہ ہونے کی صورت میں ہمیں وعدہ دیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ ہماری خاطر معجزے دکھائے گا اور ہماری ہر مشکل اور مصیبت کو اپنے دستِ قدرت سے دُور کر دکھائے گا۔ اِس زمانہ میں استجابتِ دعا کا فرقان خصوصی طور پر ہمیں عطا ہونے کی بناء پر ہم پر ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم روئے زمین پر بسنے والے تمام بنی نوعِ انسان کے لئے جنہوں نے اپنی نادانی سے اپنے گرد ہلاکت کے سامان جمع کر چھوڑے ہیں دعا کریں کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے اپنے آپ کو اُس ہولناک تباہی سے بچائیں جو اُن کے سروں پر منڈلا رہی ہے۔ پھر ہمارے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ عالمِ اسلام جو ہر چہار طرف سے خطرات میں گھرا ہوا ہے کی حفاظت اور فلاح و بہبود کے لئے دعائیں کریں۔ پھر ہمارے وطنِ عزیز پاکستان کو اندرونی اور بیرونی خطرات نے اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔ ہمارا بدرجہ اولیٰ یہ بھی فرض ہے کہ ہم وطنِ عزیز کی سالمیت استحکام اس کے اندرونی اتحاد اور خوشحالی کے لئے بھی مسلسل دعاؤں میں مصروف رہیں۔ اور بالخصوص اپنی جماعت جسے خدا تعالیٰ نے دنیا میں اسلام کی سربلندی اور غلبہ کے لئے قائم کیا ہے کی حفاظت، روز افزوں ترقی اور مقاصد عالیہ میں کامیابی کے لئے ہم درد و الحاح سے دعاؤں میں لگے رہیں۔ ابتلاؤں اور مشکلات و مصائب کے موجودہ ایام میں درد و الحاح اور تضرّع و ابتہال سے دعائیں کرنا اور خدا تعالیٰ کو غیر معمولی تائید و نصرت کے لئے پکارنا اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ اس کا وعدہ ہے کہ اگر ہم اِس حال میں اللہ تعالیٰ کو پکاریں گے کہ ہماری روح پگھل کر آستانۂ الوہیت پر بہہ نکلے تو وہ ہم عاجزوں اور کمزوروں بے کسوں کی خاطر اپنی نصرت کا قوی ہاتھ ظاہر کرے گا اور معجزے دکھا کر دنیا پر آشکار کر دکھائے گا کہ میں اپنی اِس جماعت کے ساتھ ہوں یہ میرے دستِ قدرت کا لگایا ہوا پودا ہے، کوئی نہیں جو اسے اکھاڑ سکے۔ یہ بڑھے گا اور پھیلے گا، پھلے گا اور پھولے گا اور ایک تناور درخت بن کر کرۂ ارض پر محیط ہوئے بغیر نہ رہے گا۔ وہ مخالفتوں کی آندھیوں اور طوفانوں میں اسے بڑھاتا اور پروان چڑھاتا چلا آ رہا ہے اور پروان چڑھاتا چلا جائے گا۔ لیکن ضروری اور از بس ضروری ہے کہ ہم پر دیوانگی اور وارفتگی کا وہ عالم طاری ہو کہ جس کے زیرِ اثر ہم ہمہ تن خدا کی طرف منقطع ہو جائیں اور اُسی سے اسی کی نصرت اور تائید و حمایت کے نشانوں کے طالب ہوں۔ وہ پہلے بھی نشان دکھاتا رہا ہے، وہ اب بھی دکھائے گا بلکہ دکھا رہا ہے۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عالی مقام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں

از سلطان احمد پیر کوٹی

حضرت علی خلفائے راشدین میں سے چوتھے خلیفہ راشد تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی چچا ابو طالب کے بیٹے تھے۔ ابوالحسن اور ابو تراب کنیت اور مرتضیٰ لقب تھا۔ بچپن ہی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرسایہ تربیت پائی۔ اسلئے آپ کا دامن کردار عہد جاہلیت کی برائیوں سے کلیۃً محفوظ رہا۔ دعوت اسلام پر نوجوانوں میں سے سب سے پہلے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہی اور ایمان لائے۔ آپ کی عمر اس وقت آٹھ برس کی تھی۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست و بازو تھے۔ آپ نے ساری زندگی حضور کی خدمت میں گذاری۔ ۲ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چہیتی بیٹی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء کے عقد کے فخر سے مفتخر کیا۔ عہد نبوی میں خطوط و فرامین بالعموم آپ ہی لکھا کرتے۔ پہلے تینوں خلفاء کے زمانہ میں آپ کو مشیر خاص کا درجہ حاصل رہا اور ہر اہم کام میں آپ کا مشورہ لیا جاتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر غسل اور تجہیز و تکفین کا فخر بھی حضرت علیؓ کے حصہ میں آیا۔

خلافت

ذی الحجہ ۳۵ھ میں خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ تخت خلافت پر متمکن ہوئے اور پورے پانچ سال تک خلافت کا عظیم فرض نبھانے کے بعد آپ ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ کو یک شنبہ کی رات ۶۳ سال کی عمر میں اپنے خالق حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے

آپ کا عہد خلافت

آپ کا عہد خلافت سارے کا سارا افراتفری اور خانہ جنگیوں میں گذرا تخت خلافت پر متمکن ہوتے ہی سب سے پہلا مسئلہ جو پیش آیا وہ تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمانؓ کے قصاص کا مسئلہ تھا اکابر صحابہؓ قصاص پر زور دے رہے تھے۔ مسئلہ بڑا پیچیدہ تھا آپ اُن کے مطالبہ کو پورا نہیں کر سکتے تھے جس کی وجہ سے سارے اسلامی صوبوں کے دارالحکومتوں میں اضطراب کی ایک لہر دوڑ گئی۔

آپ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد جلد ہی تمام پہلے حکام کو معزول کر دیا۔ حضرت امیر معاویہ شام میں گورنر تھے۔ انہوں نے اس حکم کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور نہ ہی آپ کی بیعت کی۔ انہوں نے مقتول خلیفہ کے خون آلود کپڑوں اور ان کی زوجہ مطہرہ حضرت نائلہ کی کٹی ہوئی انگلیوں کی نمائش کر کے ایک بہت بڑی جمعیت کی حمایت حاصل کر لی۔ اور بالآخر صفین کے مقام پر آپ کے مقابلہ پر آ گئے۔ جنگ میں ۴۵ ہزار شامی اور ۲۵ ہزار عراقی کام آئے۔ اس طرح جنگ جمل میں بھی ہزاروں آدمی کام آئے۔ پھر خارجیوں کا فتنہ بھی کچھ کم نہ تھا اس افراتفری سے فائدہ اٹھا کر شام کے گورنر امیر معاویہ نے مصر پر قبضہ کر لیا۔ حجاز جزیرہ اور عراق میں فوجی دستے بھیج کر بدامنی پھیلا دی۔ کرمان اور فارس کے صوبے باغی ہو گئے جن کی سرکوبی کرنی پڑی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے عہد خلافت کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرماتے ہیں:

نری بلدۃ تبتزھا بداھا ما حذر
من قوۃ وحدۃ مداھا
و سقطوھا فی ھوۃ
و ترکوا حق اخوۃ حتی
اعادوھا کبیت اوھن
من بیت العنکبوت

آپ کی خلافت کے زمانہ میں دشمنوں نے ہمیشہ حکومت کی طاقت کو زیر دیکھا چھین لینا چاہا۔ انہوں نے اُسے گڑھے میں گرا دیا اخوت کا حق ترک کر دیا تھا اور حکومت کو مکڑی کے جالے سے بھی کمزور کر کے رکھ دیا تھا۔

ان خلافتہ کانت فی ایام الفساد والبغی والخسارات ...... بدأت الفتن وتواتر المحن ... کان فی کل یوم حدید نزاع جدید وکثرت فتن الزمن وطارت طیور الامن۔

آپ کی خلافت کا زمانہ فسادات اور بغاوت کا زمانہ تھا۔ فتنے شروع ہو چکے اور پے در پے آزمائشیں آئیں ہر روز ایک نیا جھگڑا جنم لیتا۔ زمانہ کے فتنے زیادہ ہو گئے اور امن کے پرندے پرواز کر گئے۔

ان سب فتنوں اور بغاوتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کی ہر میدان اور ہر موقع پر نصرت و اعانت کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ عَظِیْمًا۔ اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل آپ کے شامل حال رہا۔ آپ نے تمام مصائب اور مشکلات کو صبر اور تحمل سے برداشت کیا اور دین اسلام کے دفاع اور اس کی مضبوطی میں ہمہ تن مصروف رہے پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کَانَ مَحْبُوْبًا وَّمِنَ الْمُقْبِلِیْن آپ بڑے صحابہ اور اللہ تعالیٰ کے ایک صالح بندہ تھے۔

جو لوگ آپ کے عہد خلافت میں برسرپیکار رہے انہوں نے آپ کے مقابلہ میں تلوار اٹھائی اور خلافت سے بغاوت کی۔ انہوں نے اپنی جانوں پر ناحق ظلم کیا۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو مول لیا اور دنیا میں بھی باغی و طاغی کہلائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ حق بات یہی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے جن لوگوں نے آپ سے لڑائی کی اور آپ کے مقابلہ میں میدان میں آئے ان کی حیثیت ایک باغی سے زیادہ نہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

اَلْحَقُّ اَنَّ الْحَقَّ کَانَ مَعَ الْمُرْتَضٰی وَمَنْ قَاتَلَہٗ فِیْ وَقْتِہٖ فَبَغٰی وَطَغٰی

حق بات یہی ہے کہ حق حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ آپ کے وقت میں جس نے بھی آپ سے لڑائی کی اس نے بغاوت اور سرکشی کا ارتکاب کیا

شجاعت

آپ بلند حوصلہ اور بے حد قوی تھے شجاعت آپ کا نمایاں وصف تھا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ سوائے جنگ تبوک کے ہر غزوہ میں شامل ہوئے۔ اور داد شجاعت دی خلفاء ثلاثہ کے زمانہ میں بھی آپ کئی ایک جنگوں میں شریک ہوئے۔ بڑے بڑے پہلوان آپ کے سامنے آیا اور چت ہوا بڑے بڑے بہادر دشمن آپ کا نام سن کر کانپ جاتے تھے اور آپ کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ کرتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

(کَانَ) اَسَدَ اللّٰہِ الْغَالِبَ وَفَتَی اللّٰہِ الْحَنَّانِ ... وَکَانَ شُجَاعًا وَّحِیْدًا لَا یُزَایِلُ مَرْکَزَہٗ فِی الْمَیْدَانِ وَلَوْ قَابَلَہٗ فَوْجٌ مِّنْ اَھْلِ الْعُدْوَانِ ... کَانَ یُجَلِّی اَنْوَاعَ الْبَسَالَۃِ فِیْ مَعَارِکَ وَکَانَ مَظْھَرَ الْعَجَائِبِ فِیْ ھَیْجَاءِ السَّیْفِ وَالسِّنَانِ۔

آپ اللہ تعالیٰ کے غالب شیر تھے۔ خدائے حنان کے بہادر اور جری نوجوان تھے آپ بڑے بہادر تھے۔ مگر بہادری کی خداداد قوت کو موقع اور محل پر استعمال کرتے تھے چاہے دشمن کی ایک بڑی فوج آپ پر حملہ آور ہو آپ اپنے مرکز سے ادھر ادھر نہیں ہوتے تھے۔ جنگ کے میدانوں میں آپ نے ہر قسم کی بہادری کا اظہار کیا اور سچ بات تو یہ ہے کہ آپ سیف و سنان کی جنگوں میں مظہر العجائب تھے۔

پھر آپ کی بہادری کے یہ سارے کارنامے صرف اور صرف دین اسلام کا دفاع کرنے اور خدا اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے تھے آپ نے کبھی اپنا ذاتی مفاد سامنے نہ رکھا۔ اپنے کسی ذاتی انتقام کو پیش نظر نہ رکھا۔ اگر آپ کو کسی نفسانی جوش کی ملونی کا ادنیٰ سا شائبہ بھی پیدا ہوتا تو آپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس سے اجتناب کی پوری کوشش فرماتے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کا ایک واقعہ نقل فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کا ایک کافر پہلوان سے جنگ شروع ہوا بار بار آپ اس کو قابو کرتے تھے۔ وہ قابو سے نکل جاتا تھا۔ آخر اس کو پکڑ کر اچھی طرح سے جب قابو کیا اور اس کی چھاتی پر سوار ہو گئے۔ اور قریب تھا کہ خنجر کے ساتھ اس کا کام تمام کر دیتے کہ اس نے نیچے سے آپؓ کے منہ پر تھوک دیا۔ جب اس نے ایسا فعل کیا تو حضرت علیؓ اس کی چھاتی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کو چھوڑ دیا اور الگ ہو گئے۔ اس پر اس نے تعجب کیا اور حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپ نے اس قدر تکلیف کے ساتھ پکڑا اور میں آپ کا جانی دشمن ہوں اور خون کا پیاسا ہوں۔ پھر باوجود ایسا قابو پا چکنے کے آپ نے مجھے اب چھوڑ دیا۔ یہ کیا بات ہے۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ بات یہ ہے کہ ہماری تمہارے ساتھ کوئی ذاتی عداوت نہیں۔ چونکہ تم دین کی مخالفت کے سبب مسلمانوں کو دکھ دیتے ہو اس واسطے تم واجب القتل ہو۔ اور میں محض دینی ضرورت کے سبب تم کو پکڑتا تھا۔ لیکن جب تم نے میرے منہ پر تھوک دیا اور اس پر مجھے غصہ آیا۔ تو میں نے خیال کیا کہ یہ اب نفسانی بات درمیان میں آگئی ہے۔ اب اس کو کچھ کہنا جائز نہیں تا کہ ہمارا کوئی کام نفس کے واسطے نہ ہو۔ جو ہو سب اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو۔ جب میری اس حالت میں تغیر آئے گا اور یہ غصہ دور ہو جائے گا تو پھر وہی سلوک تمہارے ساتھ کیا جائے گا۔ اس بات کو سن کر کافر کے دل پر ایسا اثر ہوا کہ تمام کفر اس کے دل سے خارج ہو گیا اور اس نے سوچا کہ اس سے بڑھ کر اور کونسا دین دنیا میں اچھا ہو سکتا ہے۔ جس کی تعلیم کے اثر سے انسان ایسا پاک نفس بن جاتا ہے۔ پس اس نے اسی وقت توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔" (بدر ۱۲ مارچ ۱۹۰۸ء والحکم ۱۸ مئی ۱۹۰۸ء)

غرض آپ عظیم شجاع اور بہادر تھے۔

آپ نے ہر موقعہ پر بہادری کے بے نظیر جوہر دکھلائے۔ لیکن آپ کی یہ شجاعت اور بہادری خالصۃً للہ تھی۔ اس میں آپ کی کوئی ذاتی غرض نہیں۔ آپکو اپنے نفس پر پورا پورا قابو حاصل تھا۔ اور جب اور جس موقعہ پر بھی آپ کو یہ خیال پیدا ہوتا کہ اس وقت میرے اس فعل میں نفس کی ملونی کا اشتباہ ہے تو فوراً اپنا ہاتھ روک لیتے۔ خواہ آپ کو اسکے نتیجہ میں کتنے ہی خطرناک حالات سے دوچار ہونا پڑتا۔

مجسم ایثار

آپ مجسم ایثار تھے۔ ہر ضرورت مند کے کام آتے۔ محتاجوں کی احتیاج کو دور کرنے کی کوشش کرتے۔ بے کس و بے بس انسانوں سے ہمدردی اور غمخواری کرتے یتامیٰ۔ مساکین اور پردیسیوں کے غموں کو دور کرتے اور ان کی مالی امداد فرماتے۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خاطر آپ نے جو ایثار دکھایا۔ اس کی ایک مثال کا آپؑ نے اپنی تصنیف منیف "سرمہ چشم آریہ" میں ذکر کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک ناگہانی طور پر اپنے قدیمی شہر کو چھوڑنے لگے اور مخالفین نے مار ڈالنے کی نیت سے چاروں طرف سے اس مبارک گھر کو گھیر لیا۔ تب ایک جانی عزیز جس کا وجود محبت و ایمان سے خمیر کیا گیا تھا جانبازی کے طور پر آنحضرتؐ کے بستر پر باشارہ نبوی منہ سر چھپا کر لیٹ رہا کہ تا مخالفوں کے جاسوس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نکل جانے کی کچھ تفتیش نہ کریں۔ اور اسی کو رسول اللہ سمجھ کر قتل کرنے کے لئے ٹھہرے رہیں۔

کس بہر کسے سر ندہد جاں نفشاند
عشق است کہ ایں کار بصد صدق کناند

(صفحہ ۲ حاشیہ)

فصاحت بیانی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ جہاں سیف و سنان کے دھنی اور شجاعت کے نمایاں وصف سے متصف تھے۔ وہاں فصحائے عرب میں بھی آپ بلند مقام پر فائز تھے۔ آپ کے خطبات ادب عالیہ کا ایک بہترین نمونہ ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

وَكَانَ مُهَذَّبَ الْبَيَانِ فَصِيحَ اللِّسَانِ وَكَانَ يَدْخُلُ بَيَانُهُ فِي جَذْرِ الْقُلُوبِ وَيَجْلُو بِهِ صَدَأَ الْأَذْهَانِ وَيُجَلِّي مَطْلَعَهُ بِنُورِ الْبُرْهَانِ وَكَانَ قَادِرًا عَلَى أَنْوَاعِ الْأُسْلُوبِ وَمَنْ نَاضَلَهُ فِيهَا فَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ اعْتِذَارَ الْمَغْلُوبِ وَكَانَ كَامِلًا فِي كُلِّ خَيْرٍ وَفِي طُرُقِ الْبَلَاغَةِ وَالْفَصَاحَةِ وَمَنْ أَنْكَرَ كَمَالَهُ فَقَدْ سَلَكَ مَسْلَكَ الْوَقَاحَةِ۔ (سر الخلافہ)

آپ نہایت شیریں بیان تھے۔ آپ کا بیان دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا تھا۔ اس کے ساتھ ذہنوں کا زنگ دور ہوتا تھا۔ آپ اپنے مطلب اور مفہوم کو نور برہان کے ساتھ واضح کرتے۔ آپ مختلف اسالیب بیان پر قدرت رکھتے تھے جس کسی نے بھی آپ سے اس میں مقابلہ کیا۔ وہ ایک معذرت طلب مغلوب کی طرح آپ سے معذرت کرنے پر مجبور رہا آپ ہر اچھی خوبی اور فصاحت و بلاغت کے طریقوں میں کامل تھے جس نے آپ کے اس کمال کا انکار کیا اس نے بے حیائی کی راہ اختیار کی۔

علم و فضل میں کمال

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا۔

میں علم کا ایک شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ایک موقعہ پر فرمایا علام الغیوب خدا نے علیؓ کو اس کے دس حصوں میں سے نو حصے عطا فرمائے ہیں اور دسویں حصہ میں بھی آپؓ شریک ہیں۔ آپؓ قرآن کریم کے حافظ اور بڑے جید عالم تھے۔ فقہ کے امام و مجتہد تھے۔ ۳۸۶ احادیث آپ سے مروی ہیں۔ تقسیم وراثت میں آپ کا شمار اکابر صحابہ میں تھا۔ تصوف کا تو منبع ہی آپ تھے

اس دور میں نوشت و خواند کا رواج نہیں تھا مگر آپ تحریر و تسوید میں کامل دسترس رکھتے تھے فن صرف و نحو کے آپ بانی تھے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"كَانَ مِنَ السَّابِقِينَ فِي ارْتِضَاعِ كَأْسِ الْفُرْقَانِ وَأُعْطِيَ لَهُ فَهْمٌ عَجِيبٌ لِإِدْرَاكِ دَقَائِقِ الْقُرْآنِ وَإِنِّي رَأَيْتُهُ وَأَنَا يَقْظَانُ لَا فِي الْمَنَامِ فَأَعْطَانِي تَفْسِيرَ كِتَابِ اللّٰهِ الْعَلَّامِ وَقَالَ هَذَا تَفْسِيرِي وَالْآنَ أُوْلِيتَ فَهُنِّيتَ بِمَا أُوتِيتَ فَبَسَطْتُ يَدِي وَأَخَذْتُ التَّفْسِيرَ وَشَكَرْتُ اللّٰهَ الْمُعْطِيَ الْقَدِيرَ وَوَجَدْتُهُ ذَا خَلْقٍ قَوِيمٍ وَخُلُقٍ صَمِيمٍ وَمُتَوَاضِعًا مُنْكَسِرًا وَمُتَهَلِّلًا مُنَوَّرًا وَأَقُولُ حَلْفًا إِنَّهُ لَاقَانِي حُبًّا وَأُلْفًا .... وَوَافَانِي وَصَافَانِي كَالْمُحِبِّينَ الْمُخْلِصِينَ وَأَظْهَرَ الْمَحَبَّةَ كَالْمُصَافِينَ الصَّادِقِينَ۔

(سر الخلافہ)

تم قرآن کا پیالہ پینے والوں میں آپ سبقت لے جانے والے تھے۔ آپکو حقائق قرآنیہ کے سمجھنے کے لئے ایک عجیب فہم عطا ہوا تھا۔ میں نے آپ کو عین بیداری کی حالت میں (نیند کی حالت میں نہیں) کشف میں دیکھا آپ نے مجھے کتاب اللہ کی تفسیر دی۔ اور کہا کہ یہ میری تفسیر ہے اور آپ اسکے مستحق ہیں۔ آپ کو اس کا ملنا مبارک ہو۔ میں نے ہاتھ بڑھا کر تفسیر لے لی اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ اور میں نے آپ کو تنومند اور اعلیٰ اخلاق کا مالک پایا۔ متواضع منکسر المزاج چمکتے ہوئے روشن چہرہ والا۔ میں حلفاً کہتا ہوں۔ کہ آپ مجھ سے بڑی محبت اور شفقت سے ملے۔ .... آپ مجھ سے مخلص محبوں کی طرح ملے اور بڑی محبت کا اظہار کیا۔ (ترجمہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریخ اسلام

قریش مکہ کی مخالفت کے اسباب

جتنا عظیم الشان مشن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے۔ اتنی ہی شدید آپ کی مخالفت ہونی چاہیئے تھی۔ کیونکہ آپ ایسے زمانہ میں مبعوث ہوئے تھے کہ جب تاریکی کا خاص زور تھا۔ اور ضروری تھا کہ نور کے آنے پر تاریکی کی فوجیں اپنی انتہائی طاقت کے ساتھ اس کا مقابلہ کریں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ سارے گزشتہ انبیاء کی نسبت آپ کی مخالفت سب سے زیادہ ہوئی۔ اس مخالفت کے موٹے موٹے ظاہری اسباب یہ تھے:۔

۱۔ قریش ایک پرلے درجہ کی بُت پرست قوم تھی اور بتوں کی عزت اور محبت ان کے دلوں میں اس قدر جمی ہوئی تھی کہ ان کے خلاف ایک لفظ بھی سننا انہیں گوارا نہ تھا۔ خانہ کعبہ جو محض اللہ تعالیٰ کی عبادت کے واسطے بنایا گیا تھا۔ اس میں بھی ان ظالموں نے سینکڑوں بُت جمع کر رکھے تھے اور اپنی تمام ضروریات کے لئے انہی بتوں کا منہ تکتے تھے۔ اب اسلام آیا۔ اس کا بنیادی اصول ہی توحید باری تعالیٰ تھا اور صاف حکم تھا کہ کسی انسان یا درخت یا پتھر یا ستارے وغیرہ کے سامنے سر مت جھکاؤ بلکہ

وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ

(حٰمٓ سجدہ رکوع ۵)

صرف اسی ذات کے سامنے جھکو جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا۔

پھر یہی نہیں بلکہ قریش کے بتوں کو ان کے خیال میں ہتک آمیز لفظوں میں یاد کیا جاتا تھا اور ان کو جہنم کا ایندھن قرار دیا جاتا تھا جیسے مثلاً فرمایا

اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ

(سورہ انبیاء رکوع ۷)

یعنی اے لوگو! تم اور تمہارے وہ بُت جن کو تم پوجتے ہو دوزخ کا ایندھن ہیں۔ ان باتوں نے قریش کے تن بدن میں آگ لگا دی تھی۔ اور وہ ایک جان ہو کر اسلام کو مٹانے کے واسطے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

۲۔ بُت پرستی کے علاوہ عرب میں عادات و اخلاق کا جو حال تھا وہ [illegible] زنا، شراب، قمار بازی، غارتگری قتل، حرام خوری کا بازار ہر وقت گرم رہتا تھا مگر اسلام ان سب باتوں سے روکتا تھا۔ گویا اسلام لانے سے ان کو ایک نئی زندگی اختیار کرنی پڑتی تھی اور قریش اس کے لئے بالکل تیار نہیں تھے۔ یہی حال رسوم پرستی کا تھا۔ جو گویا عربوں کے دین و مذہب کا جزو بن چکی تھیں مگر اسلام سب گندی اور خلاف اخلاق اور خلاف مذہب رسوم کو پاؤں کے نیچے مسلتا تھا۔

۳۔ اپنے آباؤ اجداد کی عزت اور ہر بات میں خواہ وہ درست ہو یا غلط ان کی پیروی اختیار کرنا عربوں کے دین و مذہب کا جزو تھا۔ اسی وجہ سے ان کو اصرار تھا کہ

بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا۔ (سورہ بقرہ رکوع ۲۰)

یعنی ہم تو بہر حال اسی بات کی اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے آباؤ اجداد کو پایا ہے۔

مگر اسلام خداداد عقل کو سچ اور جھوٹ کے درمیان حَکَم قرار دیتا تھا۔ اور ان کے مشرک آباء کے متعلق صاف کہتا تھا۔

اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ○ (سورہ بقرہ رکوع ۲۰)

کیا وہ اپنے آباء و اجداد ہی کی اتباع کریں گے خواہ ان کے آباء گمراہ اور بے وقوف ہی کیوں نہ ہوں۔

۴۔ قریش ایک نہایت متکبر قوم تھی یہ لوگ کسی کو اپنے برابر نہ سمجھتے تھے۔ اور غلاموں کو تو خصوصیت سے ذلیل اور زیر رکھنا چاہتے تھے۔ مگر اسلام حقوق کے معاملہ میں ان سب امتیازات کو مٹا کر ایک عالمگیر اخوت قائم کرتا اور آقا و غلام کو خدا تعالیٰ کے حضور میں ایک صف میں کھڑا کرتا تھا اور یہ بات رؤسا قریش کے واسطے موت کے پیالہ سے کم نہ تھی۔

۵۔ قریش میں بڑے بڑے صاحب اثر اور مالدار لوگ موجود تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود ایک اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھنے کے ان دونوں باتوں سے خالی تھے۔ یعنی نہ تو آپ اپنی خلوت پسند طبیعت کی وجہ سے لیڈرانِ قریش میں سے تھے اور نہ مال و دولت کے لحاظ سے کوئی ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ ایسی حالت میں سرداران مکہ کے لئے آپ کی اتباع اختیار کرنا ایک ایسی بڑی قربانی تھی۔ جس کے لئے یہ لوگ ہرگز تیار نہیں تھے اور اسی وجہ سے وہ کہتے تھے کہ:۔

لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ○ (سورہ زخرف رکوع ۳)

کیوں نہ یہ قرآن مکہ یا طائف کے کسی بڑے آدمی پر نازل ہوا؟

۶۔ ان اسباب کے علاوہ ایک باعث یہ بھی تھا کہ قریش کے مختلف قبائل کے درمیان سخت رقابت اور دشمنی رہتی تھی اسلئے باقی قبائل کو ہرگز یہ گوارا نہ تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قبیلہ ان پر کسی قسم کا امتیاز لے جاوے۔ اور قبائل بنو اُمیّہ اور بنو مخزوم کو تو خصوصیت سے بنو ہاشم کے ساتھ سخت عداوت تھی۔ اسی لئے سب قبائل سے بڑھ کر ان دو قبائل نے اسلام کی مخالفت میں حصہ لیا۔

احمدی جماعتوں اور حفّاظ کیلئے ضروری اعلان

اس ماہ کی غالباً ۱۸ تاریخ کو انشاء اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہو جائے گا۔ اس مہینہ میں جو احمدی جماعتیں نظارت ہذا کے ذریعہ سے نماز تراویح کے واسطے حفاظ کا انتظام کرنا چاہیں وہ ۱۰ ستمبر تک نظارت ہذا کو مطلع فرمائیں۔

اسی طرح جو حفّاظ نظارت ہذا کے زیر انتظام جماعتوں میں نماز تراویح پڑھانے کے لئے جانا چاہیں وہ بھی ۱۰ ستمبر تک اپنے ارادہ سے مطلع فرمائیں تاکہ بروقت انتظام کیا جا سکے۔

(ناظر اصلاح وارشاد)

اعلان داخلہ طبّیہ کالج ربوہ

طبیہ کالج ربوہ میں فرسٹ ایئر تا فورتھ ایئر کا داخلہ شروع ہے۔

معیار داخلہ :۔ میٹرک یا ایف اے پاس

وقت انٹرویو :۔ ۹ تا ۱۱ بجے قبل دوپہر

لائبریری، میوزیم اور لیبارٹری کا انتظام موجود ہے۔ طلباء کو عملی ٹریننگ کی سہولتیں بھی حاصل ہیں۔ ہوسٹل کا انتظام موجود ہے۔ صاف ستھرا تعلیمی ماحول۔ پراسپیکٹس اور فارم دفتر سے طلب فرمائیں۔

(پرنسپل طبیہ کالج ربوہ)

اعلان ولادت

مکرم ملک بشیر احمد صاحب جہلمی انسپکٹر مالی وقف جدید کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے بتاریخ ۱۳ جولائی ۱۹۷۴ء بروز ہفتہ بوقت سوا پانچ بجے صبح دوسرا فرزند عنایت فرمایا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت نومولود کا نام "صفوان احمد" تجویز فرمایا ہے۔

احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو طویل العمر، صالح، لائق، اسلام اور احمدیت کا خادم اور والدین اور دیگر لواحقین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

(صوفی) خدا بخش عبدؔ زیروی نائب ناظم مال وقف جدید۔ ربوہ)

درخواستہائے دعا

• مکرم ملک بشیر احمد صاحب انسپکٹر وقف جدید ان کی اہلیہ اور ان کا بچہ بیمار ہیں۔ احباب جماعت ان کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(ناظم مال وقف جدید۔ ربوہ)

• میرے والد مکرم چوہدری عطاء اللہ صاحب آف ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع لائلپور کو گاڑی پر سوار ہوتے وقت پاؤں پھسل جانے کی وجہ سے ٹانگوں اور بازوؤں پر چوٹیں آئی ہیں۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ وعاجلہ عطاء فرمائے۔

(سلطان احمد بابر ولد چوہدری عطاء اللہ ٹوبہ ٹیک سنگھ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام نے ہمیں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کے الفاظ میں ایک کامل اور مکمل دعا سکھائی ہے

انسان کے مقصدِ حیات کے حصول کیلئے پہلی اور بنیادی چیز یہی ہے کہ اسے صراطِ مستقیم مل جائے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جون ۱۹۷۳ء میں قرآنِ حکیم کی ایک کامل اور حسین دعا اور اس کی بنیادی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

"اسلام ایک کامل مذہب ہے۔ اسلام نے ہمیں ایک کامل دعا اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کے الفاظ میں سکھائی ہے۔ دراصل جس طرح ایک نگینہ کسی زیور میں جڑا ہوتا ہے اسی طرح یہ دعا بہترین دعا کی شکل میں سورہ فاتحہ میں بیان کی گئی ہے۔

گو ساری سورہ فاتحہ ہی ایک نہایت اعلیٰ رنگ کی دعا ہے لیکن اس میں دعا کے لحاظ سے ایک بنیادی نکتہ ہمیں یہ سمجھایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا۔ انسان کو خلق کیا۔ اسے بہت سی قوتیں اور استعدادیں بخشیں اور اس کی زندگی کا یہ مقصد ٹھہرایا کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے حیّ و قیوم خدا کے ساتھ زندہ تعلق قائم کرے لیکن چونکہ اس تعلق کا پیدا ہونا اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت کے بغیر ممکن نہیں تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحمت سے سورہ فاتحہ کی شکل میں ایک کامل دعا سکھا دی تاکہ ہم اس دعا کے ذریعہ خدا کے فضلوں کو جذب کرتے ہوئے اپنے مقصدِ حیات کو حاصل کر سکیں۔

چنانچہ سورہ فاتحہ کی اس آیہ کریمہ میں جس کی طرف میں نے ابھی اشارہ کیا ہے اللہ تعالیٰ اسی اصول کی راہنمائی کرتا ہے کہ میں نے جو کچھ بھی پیدا کیا میری صفات کی جو تجلیات تمہیں اپنی زندگیوں اور اپنے ماحول میں نظر آتی ہیں اگر تم ان کا غور سے مشاہدہ کرو گے تو اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ ہر شے کے حصول کے لئے ایک سیدھا اور مقررہ راستہ ہوتا ہے۔ وسائل ہوتے ہیں جن کے بغیر انسان کسی چیز کو حاصل نہیں کر سکتا۔ سیدھی راہیں ہوتی ہیں جن پر چلے بغیر انسان منزلِ مقصود تک پہنچ نہیں سکتا۔

پس اگر یہ درست ہے اور یقیناً یہی درست ہے تو بنیادی دعا جو ایک انسان کو مانگنی چاہیئے وہ یہی ہے کہ اے ہمارے خدا! ہمارا جو بھی نیک مقصد ہو اس کے حصول کے لئے جو سیدھی راہ ہے یعنی صراطِ مستقیم وہ ہمیں دکھا۔ اور چونکہ انسان کی پیدائش کی اصل غرض خدا تعالیٰ سے ایک زندہ تعلق کو قائم کرنا ہے اس لئے یہ دعا یوں بنے گی کہ اے ہمارے خدا! ہمیں وہ سیدھا راستہ دکھا جس پر چل کر ہم تجھ تک پہنچ سکیں اور تیرا قرب حاصل کر سکیں۔

غرض جب تک اللہ تعالیٰ وہ راہ نہ دکھائے، جب تک انسان محنت اور کوشش اور مجاہدہ کے ذریعہ اور دعا اور تضرع کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس فضل کو جذب نہ کرے جس کے نتیجہ میں اسے سیدھی راہ دکھائی جاتی ہے اس وقت تک خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا، اس کا مقرب بن جانا اس کا محبوب بن جانا ممکن ہی نہیں۔

پس جہاں تک مقصدِ حیات کا تعلق ہے یہ دعا کامل اور مکمل ہے۔ لیکن یہیں بس نہیں۔ بہت ساری ذیلی چیزیں ہیں جو حقیقتاً اسی مقصود کے حصول کے لئے ہیں مثلاً صحت کا قائم رہنا۔ صحت کے قیام کے ساتھ اصل مقصد تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور پیار کے حصول کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش اور محنت کی جا سکے اور دعائیں کی جائیں ایسی دعائیں جو بسمل کی طرح تڑپا دیتی اور خدا تعالیٰ کو پیاری ہیں ہمارے جسم اور ہماری روح کو اس مشقت کے برداشت کرنے کی توفیق ملے۔"

(الفضل ۱۹؍ جون ۱۹۷۳ء صفحہ ۶)

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (مینیجر الفضل)

صد سالہ جوبلی کے عظیم منصوبے کا روحانی پروگرام

صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عالمگیر روحانی منصوبہ کی کامیابی کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کے سامنے دعاؤں اور عبادات کا ایک خاص روحانی پروگرام رکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:-

(۱) جماعتِ احمدیہ کے قیام پر ایک صدی مکمل ہونے تک ہر ماہ احباب جماعت ایک نفلی روزہ رکھا کریں جس کے لئے ہر قصبہ، شہر یا محلہ میں مہینہ کے آخری ہفتہ میں کوئی ایک دن مقامی طور پر مقرر کیا جایا کرے۔

(۲) دو نفل روزانہ ادا کئے جائیں جو نمازِ عشاء کے بعد سے لے کر نمازِ فجر سے پہلے تک یا نمازِ ظہر کے بعد ادا کئے جائیں۔

(۳) کم از کم سات بار روزانہ سورہ فاتحہ کی دعا غور و تدبر کے ساتھ پڑھی جائے۔

(۴) تسبیح و تحمید اور درود شریف (یعنی سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ) کا اور اسی طرح استغفار (یعنی اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ) کا ورد روزانہ ۳۳، ۳۳ بار کیا جائے۔

(۵) مندرجہ ذیل دعائیں روزانہ کم از کم گیارہ بار پڑھی جائیں:

(۱) رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ۔

(۲) اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ

ان کے علاوہ حضور نے اپنی زبان میں بھی کثرت سے دعائیں کرنے کی تاکید فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر قربانیوں کو شرفِ قبول بخشے اور صد سالہ احمدیہ جوبلی کے عظیم منصوبے کو ہر لحاظ سے کامیاب کرے اور ہم شاہراہِ غلبۂ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں۔

تمام احمدی جماعتیں اور احباب جماعت توجہ اور التزام اور باقاعدگی کے ساتھ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیش فرمودہ اس روحانی پروگرام پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کی برکات کو حاصل کرنے کی کوشش فرمائیں۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

مسابقت الی الخیرات کا جذبہ

سیکرٹری صاحبان تحریکِ جدید توجہ فرمائیں

ناموافق حالات کے باوجود پاکستانی جماعتوں نے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اشاعتِ اسلام کے لئے مالی قربانیاں پیش کرنے میں مسابقت کی روح کو برقرار رکھا ہے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

اب جبکہ سال ختم ہونے میں قریباً دو ماہ باقی رہ گئے ہیں سیکرٹری صاحبان تحریکِ جدید اپنی خصوصی توجہ باقی ماندہ کام پر مرکوز رکھیں اور اللہ تعالیٰ کے انعامات حاصل کریں۔

(وکیل المال اوّل تحریکِ جدید ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴